ادبی مصادر میں آثار عمرؓ

ایک تجویز مع مثال

از ڈاکٹر ابوالنصر محمد خالدی صاحب عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

۱

تاریخ کا ایک عام علمی مفہوم ہے ۔ مجموعی طور پر انسانوں کے ان اعمال و افعال کا مطالعہ جو خود ان کے اختیار کردہ عقیدہ کی اساس پر ان سے ظاہر ہوئے ہیں ۔ زمان و مکان تاریخ کے نہایت مؤثر عامل ہیں لیکن فیصلہ کن عامل خود انسان ہے ۔ بالفاظ دیگر انسانی افکار و اعمال انفرادی و اجتماعی دونوں حیثیتوں سے تاریخ کا جزو لازم ہے ۔ تاریخ کی ادبی، تمدنی، تہذیبی، ثقافتی، دینی، فکری، قانونی، معاشری، معاشی یا فنی خانوں میں تقسیم زیادہ تر سمجھنے سمجھانے کے لئے ہوتی ہے ۔ لیکن فی الواقع یہ ایک ہی کُل کے اجزا ہیں ۔ یہ باہم ایک دوسرے کے مُخالف، معاون، مُمِد و مُتمِّم ہیں ۔ تاریخ کی ایک ایسی تقسیم انسان کے انتہائی کثیر الاوصاف مرکب ہونے کی وجہ سے بھی ضروری ہے ۔

انسان کے اوصاف بیان کرنے کے لئے اجمالی و عمومی پیرایۂ بیان اختیار کیا جائے مثلاً اس کو عالم اصغر کہا جائے تو یہ بات یقیناً مطابق واقعہ ہے مگر حد درجہ عمومی ہونے کی وجہ سے مبہم اور مجہول سی رہتی ہے ۔ تشخص و تعین نہیں ہونے پاتا ۔ ایک اوسط درجہ کے شائستہ آدمی کی

اس سے تشفی نہیں ہوتی۔ وہ تشریح چاہتا اور وضاحت کا طلبگار رہتا ہے۔ اس لئے اگر اس کے ہر رخ کو علحدہ دیکھ کر اس کی تفصیل کی جائے اور پھر بحیثیت مجموعی نظر ڈال کر غور کیا جائے تو نظر کا غبار دور ہو کر بصیرت کا نور کل کا احاطہ کر لیتا ہے۔ لیکن اگر ایک یا صرف معدودے چند رخ ہی دیکھنے دکھانے پر اکتفا کیا جائے تو اس کی دوسری حیثیتیں نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہیں۔ ایسا یک رخی بیان اندھوں کی فیل شناسی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ جیسے مثلاً: انسان کو آگ استعمال کرنے والا پستانیہ۔ سوچنے والا جانور یا معاشی حیوان کہنے میں فی الجملہ کوئی غلطی نہیں معلوم ہوتی لیکن اس کی مذکورہ صفتوں سے کسی ایک کو سب کچھ کہدینا غلط اور بلا شرط و قید ایک ہی حیثیت کو سب سے زیادہ اہم بتانا ناموزوں و نامناسب ہوگا۔ اس لئے کسی انسان کی انفرادی و اجتماعی حیثیت کو پرکھنے جانچنے اور اس کا ٹھیک ٹھیک موقف متعین کرنے کا صحیح نہج یہ ہوگا کہ اس کے افکار و اعمال کا ممکنہ حد تک ہر ایک جزو پیش نظر رکھنے، ان کے باہمی ربط و تعلق و تناسب کے کماحقہٗ جاننے اور بے لاگ مطالعہ کرنے کو لازمی شرط مان لیا جائے۔

مدت دراز سے تاریخ کے مفہوم میں اس کے سیاسی پہلو کو اتنا اہم سمجھ لیا گیا ہے کہ اس کے دوسرے پہلو بالکل یا بیشتر نظر انداز کر دئے گئے ہیں۔ ان کا ذکر آیا بھی ہے تو زیادہ تر ذیلاً و ضمناً۔ مثلاً اگر ہم ابتدائی مسلموں کی ادبی زندگی کا بیان یا ان کی معاشری و معاشی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیں تو مشہور عام تاریخوں میں کوئی قابل لحاظ مواد دستیاب نہیں ہوتا، اور وقت کا بدل نہیں ملتا اور یہی وہ متاع ہے جو کبھی کسی صورت مکرر نہیں ملتی۔

تاریخ ساز افراد کی سوانح نگاری میں یہ یک رخا پن یا عدم توازن یا احساس توازن کا فقدان اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ برگزیدہ اشخاص زمان و مکان سے وابستہ رہنے اور اتار چڑھاؤ قبول کر سکنے والی شخصیتیں نہیں بلکہ محض خیال کی پیداوار معلوم ہوتی اور ماوراء انسانیت دکھائی دینے لگتی ہیں۔ کارنامہ کا نمود بے شک و ریب بجا و درست لیکن اس کی نمائش فریب نظر سے زیادہ نہیں۔ سایہ اجالے کے بغیر عکس شخص کی نہیں محض خیال کی پرچھائیں ہے، یہ عزت کا ای

نہیں بلکہ زندہ رے کا گھسنا اور کرنچی کا بچارا ہے۔
جلال وجمال کی انتہا حیرانی کا باعث ہوتی اور حیرانی سے جمود وسکوت طاری ہوتا ہے بعض شخصیتوں کے قول وفعل کے اثرات دوسرے افراد انسانی کی بہ نسبت زیادہ گہرے، دور رس اور وسیع تر ہوتے ہیں ان کے بیان میں حق وصداقت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا اور ان کے اظہار میں بقدر امکان واستطاعت اعتدال برقرار رکھنا ہر سوانح نگار ومورخ کا اولین اور بنیادی فرض ہے۔ ایسا علم حاصل کرنا ہر اس شخص کے لئے لابدی ہے جو جان بوجھ کر مستقبل کی صورت گری کرنا چاہتا ہے۔ ماضی کا صحیح علم حاصل کئے بغیر مستقبل کی تشکیل ممکن نہیں۔

۲

یہ واقعہ تو غالباً معمولی سمجھ رکھنے والا بھی جانتا و مانتا ہے کہ انسان کی فکر ونظر اور نتیجتہً اس کے عمل میں پائیدار و دیرپا تبدیلی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واسطوں سے ہوتی ہے ان کا سلسلہ سیدنا ابو القاسم محمد بن عبداللہ صلعم پر ختم ہوگیا۔ آپ صلعم کی زندگی کا دھندلا و مدھم نہیں بلکہ صاف و واضح اور ناقص و ناتمام نہیں بلکہ بقدر ضرورت کامل ومکمل نقشہ تاریخ نے محفوظ کر لیا ہے البتہ کم لوگ جانتے ہیں کہ آپ صلعم کے ساتھیوں خصوصاً آپ صلعم کے دو ابتدائی جانشینوں نے تاریخ عالم پر عموماً اور تاریخ اسلام پر خصوصاً ایسا گہرا اور وسیع اثر ڈالا ہے کہ قولاً وفعلاً ان کی اتباع امت اسلامی کے جم غفیر و جمہور کثیر کے ایمان کا لازمہ، ان کے عمل کے لئے نمونہ اور ان کے قانون کا ایک اہم ماخذ ہے۔ اسی وجہ سے ان بزرگوں کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں آثار ہیں جو تفسیر وحدیث، فقہ وکلام وغیرہ جیسے علوم و فنون کی کتابوں میں نقل ہوتے آئے ہیں اور ایسی کتابوں میں نقل ہوئے ہیں جو صدہا سال سے ان علوم وفنون میں مصادر و مآخذ کا درجہ رکھتی ہیں۔

عمرؓ کے سوانح نگاروں نے زیادہ تر ان کتابوں سے استفادہ کیا ہے جن میں کسی نہ کسی ترتیب سے صرف نمایاں حوادث قلم بند کئے گئے ہیں۔ جیسے اخبار الرسل والملوک یا طبقات الصحابۃ الکبریٰ، فتوح البلدان وغیرہ۔ یہ اور اسی قبیل کی دوسری کتابوں میں حسب توقع

ایسی خبریں ملتی ہیں جو ان بزرگوں کی معاشی زندگی سے متعلق ہیں۔ اور ان کی فکر و نظر سے ۔ دیتے ترشح ہیں ۔ تعرض نہیں کرتیں۔ ان سوانح نگاروں نے علوم و فنون کی ان کتابوں سے شاذ و نادر ہی فائدہ اٹھایا ہے جن کی طرف استشہاد کیا گیا۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ عمرین کے جملہ آثار کسی نہ کسی سہولت بخش ترتیب سے سلسلہ وار یک جا مرتب ہونے چاہئیں۔ ان کے بغیر عمرین کی زندگی کے متعلق ہمارا علم ادھورا رہے گا۔ اس لئے اس ادھورے علم پر مبنی عمل بھی ادھورا و ناقص رہے گا اور بالواسطہ اسلامی قانون بھی کسی نہ کسی حد تک قابل ترمیم دکھائی دے گا۔

اس میں شبہ نہیں کہ اردو اور عربی میں عمرین رض کی ایک سے زائد سوانح موجود ہیں لیکن مواد کے مکمل نہ ہونے کی وجہ سے وہ ان بزرگوں کی مکمل تصویر نہیں پیش کر سکے ۔ بعض سوانح نگار مثلاً شبلی نعمانی مرحوم ان مصادر سے استفادہ نہیں کر سکتے تھے جو ان کے زمانہ تصنیف تک چھپ کر عام نہیں ہوئے تھے اور مخطوط ماخذوں کا ان تک پہنچنا ممکن نہیں ہوا۔ اپنے سابقوں کی فضیلت تسلیم کرتے ہوئے اب ان مصادر و ماخذ سے فائدہ اٹھانا بہت ضروری ہے جو گذشتہ نصف صدی میں شائع ہو چکے ہیں تاکہ ہمارے پیشرو جو اچھا مفید و نیک کام کر گئے ہیں اس کا سلسلہ جاری رہے اور اس میں مزید ترقی ہو۔

اسلامی دینی و مذہبی کتابوں میں آثار شیخین کا پایا جانا یقیناً ایک طبعی و قدرتی سی بات ہے اس لئے ان کی اہمیت یاد دلانے کی حاجت نہیں البتہ یہ جتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خالص ادبی و لغوی و معاشرتی حتیٰ کہ نحوی مصادر میں بھی عمرین کے آثار بتعداد کثیر قید تحریر میں آ گئے ہیں۔ ان کی طرف سوانح نگاروں اور عالموں نے بہت ہی کم توجہ کی ہے درآں حالیکہ شرعی حیثیت سے ان کی اہمیت بھی کسی طرح کم نہیں معلوم ہوتی ۔ بلکہ بعض صورتوں میں ان آثار سے شیخین کی زندگی کے ایسے رخ بھی واضح ہوتے ہیں جو آج بھی فکر انگیز و قابل عمل معلوم ہوتے ہیں۔

٣

اس مقالہ کی اصل غرض تاریخ اسلام کے طالب علموں کو عموماً اور عمرین کے آثار سے دلچسپی رکھنے والوں کو خصوصاً ان دسیوں اساسی ادبی مصادر کی طرف توجہ دلانا ہے جن میں ان کے اراء و اقوال ہزاروں صفحوں میں اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ سوائے ان مصادر کے دوسری کتابوں میں شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں۔ ایسے زمانہ میں جب کہ مسلم وغیر مسلم دونوں میں اسلامی اقدار کی از سرِ نو جانچ پرتال کرنے کی طرف مائل اور موجودہ حالات میں ان کی ارزش کا تعین کرنا چاہتے ہیں عمرین کی زندگی کا "خزانہ معلومات" (ذخیرہ عمرین) جمع کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

اگلے صفحوں میں کوشش کی گئی ہے کہ بطور مثال شیخین سے قریب تر زمانہ کے ایک نہایت ممتاز بلکہ شاید سب سے بڑے عربی ادیب ابو عثمان عمرو بن بحر جاحظ کی تحریروں میں عمرین کے جو آثار نقل ہوئے ہیں ان کا احاطہ کیا جائے۔ یہ مثال اس طرح کے دوسرے ادبی و علمی مصادر سے مطلوبہ مواد جمع کرنے والوں کے لئے ایک نمونہ کا کام دے گی۔ یہ نمونہ خواہ مکمل نہ سہی ناقابل التفات بھی ان شاء اللہ نہیں ہوگا۔

اگر اس طرح شیخین سے متعلق ایک ایک ادیب، تذکرہ نگار یا فقیہ و محدث وغیرہم کی دی ہوئی معلومات جمع ہو تی رہیں تو عجب نہیں کہ آئندہ کسی وقت ان سب کو بترتیب زمانی مع اشاریہ موضوعات وغیرہ اس طرح منظم کیا جا سکے کہ ان بزرگوں کے سوانح اور ان کے احوال و ظروف سے متعلق نہایت قابل اعتماد بنیادی مواد یکجا مل جائے۔ نسبتاً عارضی وہنگامی منافع (و شہرت) سے خالی ایسے صبر طلب ٹھنڈے لیکن ضرورتمندوں کا وقت اور ان کی توانائی بچانے والے دیرپا کام کی ہمت افزائی بہت کم ہوتی آئی ہے۔ اس واقعہ کے باوصف مجھے یقین ہے کہ مجوزہ مواد کی بآسانی فراہمی کے بغیر بڑے سے بڑا مفکر و مورخ بھی ان شخصیتوں اور ان کے زمانہ کے افکار و حوادث کی جو بھی تشریح و تعبیر یا تجزیہ و تحلیل کرنے کی کوشش کرے

گا وہ محض یک رخی ہوگی۔ اس میں تناسب کا فقدان ہوگا وہ ناقص رہے گی۔ یہ نقص کم از کم بعض صورتوں میں تو گمراہ کن بھی ہو سکتا ہے۔

ایسا کام سرانجام دینے کے لئے انسانی ذرائع منظم کرنے اور مادی وسائل فراہم کرنے کی صلاحیت نہ ہونے کا عذر خواہ کتنا ہی معقول کیوں نہ ہو اس کا ایک واضح نمونہ پیش خدمت کرنے میں تواضع و کسر نفسی کا اظہار خالی از تکلف نہیں۔ ایک مختصر نمونہ بھی خوبی و سود مندی سے بے بہرہ نہیں ہو سکتا۔ والکمال للہ"۔

راقم السطور نے بعض آثار کی اپنی دانست میں صرف حسب ضرورت تشریح کرنے میں کوئی برائی (شر) مضرت یا قباحت نہیں محسوس کی۔ اس کوشش میں غلطی کا صرف امکان ہی نہیں احتمال بھی ہے اس لئے اختلاف کی گنجائش بہرحال رہے گی۔ اختلاف کو رحمت کا باعث ہونا چاہئے نہ کہ نفس پروری کا۔ جس اثر کا مفہوم پوری طرح یا جزواً سمجھ میں نہیں آیا اس کا اظہار کرتے ہوئے اہل علم سے دریافت کروں گا کہ اگر وہ قابل توجہ خیال فرمائیں تو اصلاح فرمائیں

إن الله لا يضيع اجر العاملين۔

پہلے آثار کا اردو ترجمہ سلسلہ وار بترتیب ماخذ دیا گیا ہے ترجمہ کے آخر میں عربی متن اسی ترتیب سے نقل ہوا ہے۔

جاحظ کی پیدائش سنہ ۱۵۰ھ میں اور وفات ۲۵۰ھ میں ہوئی۔ تقدم زمانی کی اہمیت کے پیش نظر ان کی کتابوں سے عمرؓ سے متعلق آخبار بھی بطور ضمیمہ شامل مقالہ ہیں یہ جاحظ کی جن کتابوں سے ماخوذ ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ البیان والتبیین۔ مصر۔ ۱۹۴۸۔ ۱۹۵۵

۲۔ البخلاء " ۱۹۴۸

۳۔ الحیوان " ۱۹۴۸۔ ۱۹۶۵

۴۔ رسائل " ۱۹۶۵

[illegible]

۵۔ التربیع والتدویر ۔ مصر ۔ ۱۳۲۴ھ

یہی رسالہ ۔ لیدن ۔ ۱۹۰۳ء

ان میں کتاب العثمانیہ (مصر ۔ ۱۹۵۵) قصداً ترک کی گئی ہے۔ متوسط تقطیع کی یہ کتاب دو سو اٹھتر صفحوں پر آئی ہے۔ ان میں عربی کا نام قریباً ہر ورق پر ہے۔ موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے پوری کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

رسائل محولہ مے کے دو جزو ہیں۔ ان میں جاحظ کے جملہ سترہ (۱۷) رسالے ہیں۔

تفصیلی حوالے حسب ضرورت برمحل درج ہیں۔

آثار ابی بکر صدیق رض م ۲۲ - ۶ - ۱۳ ھ

۱ ابوبکر صدیق رضی اللہ نے اپنی زبان کا ایک حصہ پکڑا اور فرمایا اس نے مجھے خطرناک مقام پر لا کھڑا کیا۔

البیان والتبیین ۔ ج ۱ ص ۱۹۴

تشریح : یہ اثر برمحل و باموقع خاموشی کی تحسین پر دلالت کرتا ہے۔

۲ ایک شخص ابوبکر رض کے قریب سے گزرا۔ اس کے ساتھ کچھ کپڑے تھے، آپ نے پوچھا: کیا تم کپڑے بیچتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں تمھیں اللہ مالدار بنائے۔ ابوبکر رض نے فرمایا: اگر تم تعلیم پاتے تو تم جانتے (کہ جواب کس طرح دیا جاتا ہے) یوں کہو: نہیں اور اللہ آپ کو معاف کرے۔

البیان والتبیین ۔ ج ۱ ص ۲۶۱

تشریح : "لا" نہی کے بعد "واو" استعمال نہ کرنے کی وجہ سے بیان میں ایک بڑا نقص پیدا ہو گیا۔ "واو" کے بغیر یہ معنی ہو سکتے ہیں: نہ بنائے تمھیں اللہ مالدار۔ اردو میں اس جیسی ایک مثال ملاحظہ ہو: کسی نے کہا: اس وقت بھاگ مت ٹھیرو۔

(۱) ایک معنی تو ہوں گے اس وقت مت بھاگو ٹھیرے رہو۔ (۲) دوسرے معنی ہوں گے اس وقت بھاگ جاؤ ٹھیرو مت۔

غالباً دوسری زبانوں میں "واو" استیناف کا بدل موجود ہے۔ اردو میں رموز اوقاف کا چلن ہو گیا ہے۔

۔اثر ابی بکر صدیق رضؓ کے قول کے جیسا قول رسول اللہ صلعم سے بھی منقول ہے اس واقعہ میں آپ صلعم نے ایک خطیب کی تصحیح فرمائی تھی۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ صحیح مسلم۔ کتاب الجمعہ۔ حدیث ۴۸

۲۔ سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب۔ باب ۷۷

۳۔ سنن نسائی۔ کتاب النکاح۔ باب ۴۰

۳ ابراہیم بن محمد انصاری مفلوج ابو زید انصاری کی اولاد سے ہیں۔ یہ کہتے ہیں: خلفاء ائمہ اور مومنوں کے امراء ملوک ہیں مگر ہر ملک خداوند یا راجیشور، خلیفہ یا امام نہیں ہوتا۔ اس لئے ابوبکر رضؓ نے اپنے خطبہ میں ان کو ایک دوسرے سے الگ کہا ہے۔ چناں چہ جب آپ اللہ کی حمد اور نبی کی صلاۃ سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

"آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ بدبخت خداوند و راجیشور ہیں!"

یہ سن کر لوگ چوکنے ہوئے اور اپنے سر اونچے کئے (گردن اٹھائی) تو آپ نے فرمایا:

لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم تو طعنہ زنی کرنے والے جلد باز ہو، کتنے ہی خداوند و راجیشور ایسے ہیں کہ حکمران ہو جائیں تو جو مال ان کے قبضہ میں ہے اس کے خرچ کرنے میں اللہ ان کو بخیل بنا دے اور جو دوسروں کے قبضہ میں ہے اس کے لینے کی طرف راغب کر دے۔ اور ان کے جینے کے وقت میں کچھ کمی کر دے اور ان کے دلوں میں زندہ رہنے کی

ہوس ڈال دے ۔ یہ ایسے ہیں کہ کسی کے یہاں تھوڑا ہو تو اس پر بھی حسد کریں اور اگر کسی کے یہاں وافر ہو تو اس سے ناخوش ہو جائیں یہ لوگ آسودگی سے تنگ آجاتے ہیں۔ نکاح میں ان کو کوئی لذت نہیں آتی۔ یہ بھی خواہوں سے کام نہیں لیتے ۔ اور بھروسہ کے لوگوں سے خوش نہیں رہتے ۔ یہ تو ایسے ہیں جیسے کھوٹے سکے یا نظر فریب سراب ۔ دیکھنے میں خوش وخرم مگر اندر اداس وغمگیں ۔ جب ایسے شخص کا جی بیٹھ گیا اس کے عمر کی شادابی ٹھٹھر گئی اور اس کا سایہ سکڑ گیا (وہ مرچکا) تو اللہ نے اس سے حساب لیا۔ حساب میں سختی کی اور مہربانی میں کمی کر دی اِلّا یہ کہ جو اللہ پر ایمان لائے۔ اس کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کے مطابق حکومت کرے ۔

آگاہ رہو! رحم تہی دستوں و ناداروں ہی پر ہوتا ہے ۔ خبردار رہو!! آج تم نبوت کی خلافت میں ہو۔ بیچ سڑک پر ہو۔ تم دیکھو گے کہ میرے بعد اقتدار میں درشتی ہے اور فرماں روا رستے سے ہٹا ہوا۔ امت بکھری ہوا اور خون بہا ہوا ۔

دیکھو اگر باطل کی طرف چھلانگ لگائی جارہی ہے، اہل حق کے خلاف سوار دوڑ رہے ہیں، خلافت کے اثرات مٹائے جارہے ہیں (حق کے خلاف) انسان اپنی جانیں دے رہے ہیں اس کے لئے فتنے برپا کئے جارہے ہیں اور سیدھے چلے ہوئے طور طریق مٹائے جارہے ہیں تو ایسی صورت میں تم مسجدوں سے لگے رہو۔ قرآن سے راہ نمائی حاصل کرو۔ اطاعت بہر حال کئے جاؤ۔ جماعت سے علٰحدگی ہرگز نہ ہونے پائے اور اس سے وابستگی میں فرق نہ آئے ۔

ارادہ کی مضبوطی، مشورہ اور کر گزرنے کا عہد طویل غور و فکر کے بعد ہونا چاہیئے۔

تم جانتے ہو خرشنہ کہاں ہے ؟ عن قریب اس سے بعید تر علاقہ تمھارے قبضہ میں آجائے گا جیسا کہ تم اس کے قریب تر مقام فتح کر چکے ہو۔

البیان والتبیین ج ۲ ص ۴۳ جاری

خرشنہ : بلاد روم یعنی بازنطینی سلطنت کا ایک سرحدی جنوب مغربی مقام

۴ ابوبکرؓ کا کلام : یہ آپ نے اپنی وفات کے وقت عمرؓ کو اپنا جانشین مقرر

کرتے وقت کیا تھا۔

میں تم کو اپنا جانشین بنانے والا ہوں۔ میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

اللہ کے بعض کام رات کے وقت کئے جاتے ہیں اگر دن میں کئے جائیں تو وہ انھیں قبول نہیں کرتا۔ اسی طرح اللہ کے بعض کام دن کے وقت کئے جاتے ہیں، اگر رات میں کئے جائیں تو وہ انھیں قبول نہیں کرتا۔ اللہ فرض سے زائد کام اس وقت قبول کرتا ہے جب فرض کام ادا کر دیئے جائیں۔ اس بارے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

قیامت میں انہیں لوگوں کے وزن بھاری ہوں گے جن کے وزن دنیا میں حق کی پیروی کے اعتبار سے بھاری رہے ہوں۔ حق کا بھاری پن انہیں کے لئے ہوگا (جو دنیا میں اس کو بھاری سمجھتے تھے) میزان اسی لئے ضروری ہے کہ اس میں سوائے حق اور کچھ نہ رکھا جائے۔ اگر وہ بھاری ہو۔

قیامت میں انھیں لوگوں کے وزن ہلکے ہوں گے جن کے وزن دنیا میں باطل کی پیروی کے اعتبار سے ہلکے رہے ہوں۔ باطل کا ہلکاپن انہیں کے لئے ہوگا جو دنیا میں اس کو ہلکا سمجھتے تھے۔ میزان اسی لئے ضروری ہے کہ اس میں سوائے باطل اور کچھ نہ رکھا جائے اور اگر وہ ہلکا ہو۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ نے جنتیوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے اچھے اعمال بیان کر دیئے ہیں۔ ان کی برائیوں سے درگزر کرنے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ جب میں انھیں یاد کرتا ہوں تو کہتا ہوں: مجھے اندیشہ ہے کہ شائد میں ان میں سے نہیں ہوں، اللہ نے آگ میں جلنے والوں کا ذکر کیا ہے اور ان کے بُرے اعمال بیان کر دیئے ہیں اور ان کی اچھائیوں کا ذکر نہیں کیا۔ جب میں انھیں یاد کرتا ہوں تو کہتا ہوں: مجھے امید ہے کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں گا۔ اللہ نے رحمت کی آیتوں کے ساتھ ساتھ عذاب کی آیتیں بھی بیان کی ہیں تاکہ بندہ رحمت کی رغبت کرے اور عقوبت سے ڈرتا رہے۔ اور اللہ سے سوائے حق اور کوئی بات منسوب

نہ کرے (سوائے حق اور کچھ نہ مانگے) اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔
اگر تم نے میری وصیت یاد رکھی تو آن دیکھی چیزوں میں تمہیں موت سے زیادہ کوئی اور شئے محبوب نہ ہونی چاہئے۔ اور اگر تم نے میری وصیت بھلادی (ضائع کردی) تو آن دیکھی چیزوں میں تمہیں موت سے زیادہ اور کوئی شئے نفرت انگیز نہ ہونی چاہئے۔ حال آں کہ تم اللہ کو عاجز کر ہی نہیں سکتے (اس کا حکم تو بہرحال چلے گا ہی خواہ تم چاہو یا نہ چاہو)

البیان والتبیین - ج ۲ ص ۴۵

۵ ابوبکرؓ حج میں مقام جمع (مزدلفہ) سے لوٹے۔ وہ اس وقت اپنے اونٹ کو اپنے ٹیڑھے منھ کے سونٹے سے مار کر اسے اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔

البیان والتبیین - ج ۳ ص ۸۵

توضیح: اس اثر سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ابوبکرؓ محجن: عصا استعمال کرتے تھے۔

۶ روایت ہے کہ ابوبکرؓ کو کسی کی موت کی اطلاع ملتی تو آپ کہتے: لا الٰہ الا اللہ سوائے اللہ کے اور کوئی الٰہ نہیں ہے

البیان والتبیین - ج ۳ ص ۱۴۴

۷ ابوبسطام شعبہ بن حجاج واسطی م ۱۶۰ھ عمرو بن مرہ م ۱۱۶ھ سے روایت کرتے ہیں: اہل یمن کا وفد ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے انھیں قرآن سنایا۔ وہ سب کے سب رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: ہم بھی ایسے ہی تھے (کہ قرآن سنتے تو دل پگھل جاتے) مگر اب دل سخت ہوگئے ہیں۔

البیان والتبیین - ج ۳ ص ۱۵۱

ملحوظہ: ابوبکرؓ کا یہ قول بربنائے تواضع ہے۔ خود رسول اللہ صلعم کی زبان مبارک سے سننے کا جو اثر ہوتا تھا وہ بھی اس قول سے ظاہر ہے۔

۸ ابوبکرؓ نے فرمایا: قابل رشک بھلائی ہے ان کے لئے جو ایسے زمانہ میں وفات

پا گئے جب اسلام کمزور و ناچار تھا۔

البیان والتبیین۔ ج ۳ ص ۱۵۱

توضیح: مطلب یہ کہ: اقتدار حاصل ہونے سے ذمہ داریوں میں اضافہ ہو گیا ان سے عہدہ برآ ہونا دشوار ہے۔ یا یہ کہ

تسلط و غلبہ کے بعد اسلام قبول کرنا آسان ہو گیا اس لئے ابتدائی مومنوں کو جن آزمائشوں سے گزرنا پڑا اس کی وجہ سے ان کا ثواب بہت زیادہ ہو گا۔

۹ ابوبکر صدیق رض نے خالد بن ولید کو فوجی کارروائی پر روانہ کرتے وقت ان سے کہا: موت کی حرص کرو، تمہیں زندگی بخش جائے گی۔

البیان والتبیین۔ ج ۳ ص ۱۷۰

جاحظ نے ابوبکر رض کا یہ فرمودہ اپنے رسالہ کتاب البخال میں ہو بہو نقل کیا ہے ملاحظہ ہو۔ رسائل الجاحظ ج ۲ ص ۳۷۷

ملحوظہ: ابوبکر رض کا ارشاد واضح ہے، یہاں سورۃ البقرہ کی آیت ۱۷۹ کی یاد تازہ کر لی جائے تو مناسب ہے "اعنی، وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَّا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ"

باتباع فرمان رسول اللہ صلعم ــــ إنّ من الشعر حكمة (صحیح البخاری کتاب الادب: ۷۸۔ باب: ۹۰) شعر میں حکمت بیان ہوتی ہے صحابیہ خنساء کی ایک بیت کا استحضار برمحل ہو گا۔

هِيَنٌ النفوس وهون النفو ــــ س يوم الكريهة أبقى لها

مطلب یہ کہ بوقت جنگ جان کو حقیر سمجھنے ہی سے جان عزیز باقی رہتی ہے۔

۱۰ جب ابوبکر رض کسی شخص کو تسلی دیتے تو کہتے: صبر کے ساتھ مصیبت جمع ہو سکتی ہے اور نہ ہائے والے کے ساتھ کوئی فائدہ جوڑ کھاتا ہے۔

موت سے پہلے جو کچھ (از قسم خیر) گزر چکا ہے اس کے مقابلہ میں موت نہایت ناگوار ہے

(کہ بھلائی کرنے کا موقع جاتا رہا) موت کے بعد جو کچھ (از قسم رحمت) ہونے والا ہے اس کے مقابل موت نہایت حقیر ہے۔

البیان والتبیین۔ ج ۳ ص ۲۸۴

۱۱ (رسول اللہ صلعم کی وفات کے فوراً بعد ہی انصار بنو ساعدہ کے چھت والے چبوترہ ـــــ سقیفہ میں جمع ہوئے۔ وہاں)

حباب بن منذر خزرجی نے کہا:

میں وہ سالار ہوں جس کی رائے تشفی بخش ہوتی ہے۔ میدان قتال میں میری حیثیت جھنڈے کی سی ہے اسی کی وجہ سے نبرد آزما میدان میں ڈٹے رہتے ہیں۔ اگر تم چاہو تو ہم پھر اس میں پہل کرنے کو تیار ہیں (مناسب ہے کہ) ہم میں سے ایک امیر اور تم میں سے ایک امیر ہو ورنہ مہاجر اگر انصاری کے بارے میں کچھ کرے تو انصاری اسے رد کر دے گا اور اگر انصاری مہاجر کے بارے میں کچھ کرے تو وہ اسے رد کر دے گا۔

(خزرجی کی اس تقریر پر) عمرؓ نے کچھ کہنا چاہا تو ابوبکرؓ نے کہا: عمر! ذرا ٹھیرو (ہم مہاجر ہیں۔ اسلام قبول کرنے میں لوگوں میں سب سے زیادہ پیش پیش، باعتبار سکونت ان میں سب سے اچھی جگہ رہنے والے، ذاتی و خاندانی حیثیت سے لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم، وجاہت کے لحاظ سے ان میں سب سے بہتر، پیدائش کے حساب سے عرب میں ہماری تعداد سب سے زیادہ اور رسول اللہ صلعم سے رشتہ میں قریب ترین۔ ہم نے آپ حضرات سے پہلے اسلام قبول کیا۔ قرآن نے ہم کو آپ پر مقدم کیا۔ آپ دین میں ہمارے بھائی ہیں اور مال میں ہمارے شریک۔ دشمن کے خلاف ہمارے مددگار۔ آپ نے ہمیں پناہ دی، مدد کی اور اُنس برتا۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ ہم امیر ہوں گے آپ وزیر۔ اہل عرب قریش کے سوا کسی اور گروہ کے آگے نہیں جھکیں گے آپ کا حق پر اتنا یقین کہ اللہ نے جن مہاجرین کو جو

کچھ دیا ہے اس پر آپ رشک نہیں کریں گے۔

(یہ سن کر) انصار نے کہا: ہم راضی ہیں۔ آپ کی بات تسلیم کرتے ہیں۔

عیسی بن یزید ارزق کی روایت ہے کہ: ابوبکرؓ نے کہا: ہم اللہ کے خدمت گزار ہیں۔ ہم باعتبار بود و باش اللہ کے گھر سے اور بلحاظ رشتہ داری اللہ کے رسول سے بہت قریب ہیں اگر یہ امر (حکومت) اوس تک بڑھا اور پھیلا تو خزرج اس سے قطع نظر کرسکو نہیں جائیں گے (وہ بھی حکومت کا دعوی کریں گے) ان دونوں گروہوں میں اتنے قتل ہوئے ہیں کہ وہ بھولے نہیں جاتے اور اتنے زخمی ہوئے ہیں کہ وہ چنگے نہیں ہوسکتے۔ اگر آپ میں سے کسی نے آواز لگائی تو وہ یقیناً ببر کے جبڑوں کے بیچ میں آگیا۔ مہاجر اسے دانتوں سے کاٹے گا اور انصاری چبا جائے گا۔

البیان والتبیین ج ۳ ص ۲۹۶ جاری

۱۲ ابن ابی سفیان بن حویطب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں:

میں عمرہ کر کے اپنے مکان واقع مدینہ پہنچا تو میرے گھر والوں نے کہا: کیا تمھیں معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ قریب مرگ ہیں؟ یہ سنتے ہی میں ابوبکرؓ کے پاس پہنچا دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ میں نے کہا: رسول اللہؐ کے خلیفہ! کیا اسلام لانے والوں میں سب سے اول آپ ہی نہیں تھے؟ کیا رسول اللہؐ کے ساتھ غار میں دوسرے آپ ہی نہیں تھے؟ آپ کی ہجرت پکی اور سچی۔ آپ کی مدد خوب و زیبا۔ آپ لوگوں کے والی ہوئے اور ان کے دوست و بہی خواہ! ان پر ایسے کو عامل بنایا جو ان میں بہتر تھا۔

ابوبکرؓ نے کہا: جو کچھ میں نے کیا وہ ٹھیک ہے؟

میں نے کہا: جی ہاں۔ خدا کی قسم ٹھیک ہے!

آپ نے فرمایا: قسمیہ؟ (فاتعی؟) میں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جو کچھ میں نے کیا اچھی طرح جانتا ہوں (کہ وہ درست ہے) لیکن یہ بات مجھے خدا سے مغفرت طلب کرنے میں ہرگز مانع نہیں ہوگی (میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا رہوں گا وہ فعال لما یرید ہے)

البیان والتبیین ج ۳ ص ۲۹۸

۱۳ جعفر بن محمد اپنے والد سے اور وہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔

عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں (میرے والد کی شہادت کے بعد) میری والدہ اسماء بنت عمیس سے ابوبکرؓ نے نکاح کیا تھا۔ میرے پاس کتے کا ایک پلا تھا۔ وہ آپ کے پلنگ کے نیچے تھا۔ میں نے کہا: باباجان! کیا میرا کتا بھی؟

ابوبکرؓ نے کہا: میرے بچے کے کتے کو نہ مارو۔

پھر آپ نے اپنی انگلی سے کتے کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اس کو پلنگ کے نیچے سے نکال دو۔ مجھے معلوم نہیں (وہ کب نکالا گیا) پھر وہ مار دیا گیا۔

الحیوان ۔ ج ۱ ص ۲۷۹

۱۴ (رسول اللہ صلعم سنہ ہجری کے ماہ ذی قعدہ میں عمرہ کے ارادہ سے قربانی کے ستر اونٹ لئے مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر قریش مانع ہوئے اور بالآخر عارضی صلح ہوگئی کہ آپ اس سال عمرہ ملتوی کر دیں گے۔

صلح کی بات چیت کے ابتدائی مرحلہ پر قریش کے نمائندہ بُدیل بن ورقہ نے رسول اللہ صلعم سے کہا: تم اپنے توند نکالے ہوئے پیٹوؤں کالے کچلوں کو ساتھ لے آئے ہو۔ اگر انہیں ہتیاروں کی معمولی سی چوٹ بھی آجائے تو وہ تمہیں ہمارے حوالے کر کے اپنی پیٹھ دکھادیں گے۔

اس جملہ پر ابوبکرؓ کو غصہ آگیا۔ آپ کی زبان سے ایک ناگوار جملہ نکل گیا۔ یعنے

(جاہلی عربوں کی دیبی) "لات کی اندام نہانی کترنے والے! کیا تو سمجھتا ہے کہ ہم آپ صلعم کو تنہا چھوڑ دیں گے؟"

الحیوان ج ۳ ص ۴۲ + رسائل الجاحظ۔ ج ۲ ص ۹۳

تنبیہ: یہ روایت من وعن الف: صحیح البخاری: کتاب الشروط: ۵۴ باب ۱۵ وکتاب المغازی۔ ۶۴ باب ۳۳ اور

ب: سیرۃ رسول اللہ صلعم لابن ہشام ج ۳ ص ۳۲۷۔ مصر۔ ۱۳۵۵ھ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

۱۵ ابوبکرؓ نے بوقت وفات اپنی لڑکی سیدہ عائشہؓ زوج رسول اللہ صلعم سے فرمایا: میں تم کو اپنے مال سے جو مجھے مقام عالیہ سے وصول ہوتا ہے ستر شتر بار دیئے دیتا ہوں۔ تم اکیلے اس پورے مال پہ قابض ومتصرف نہ ہوجاؤ۔ وہ وارثوں کا مال (تمہارے علاوہ دوسرے) وارث تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔

سیدہ عائشہؓ نے پوچھا: میں اپنے دو بھائیوں اور ایک بہن اسمار سے واقف ہوں۔ کسی دوسرے وارث کو نہیں جانتی۔

ابوبکرؓ نے فرمایا: میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ (تمہاری سوتیلی ماں) بنت خارجہ حاملہ ہے۔ اس کے لڑکی پیدا ہوگی۔

الحیوان ج ۶ ص ۵۰ جاری

تشریح: بنت خارجہ یعنی حبیبہ بنت خارجہ بن زید انصاری

ابوبکرؓ کی وفات کے بعد آپ کی بیوی حبیبہ سے حسب توقع لڑکی تولد ہوئی۔ نام ام کلثوم تھا۔

تفصیل چاہنے والے طبقات الصحابہ لابن سعد ـــ فہرس الاعلام سے رجوع ہوسکتے ہیں۔

۱۶ ابوبکرؓ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ : آپ کے پاس استلزاذ بالمثل کرنے والا (بغرض سزا) لایا گیا۔ آپ نے اس کی پیٹھ پر دیوار گرا دینے کا حکم دیا۔

ابوبکرؓ کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ : خالد بن ولید نے ابوبکرؓ سے ایسے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جو مذکورہ بالا فعل کے مرتکب تھے تو ابوبکرؓ نے ان سب کو جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔

رسائل الجاحظ۔ ج ۲ ص ۱۰۰

تنبیہ : "زندہ جلا دینے" والی روایت راقم الحروف کی نظر میں نہایت ضعیف ہے۔ البتہ بطور تہدید ایسا قول بعید از قیاس نہیں معلوم ہوتا۔

۱۷ ابوبکرؓ نے فرمایا : مجھے اپنے گھر والوں پر غصہ آتا ہے۔ وہ کئی دنوں کا غلہ ایک ہی دن میں ختم کر دیتے ہیں۔

البخلاء ۔ ج ۱ ص ۴۴

تنبیہ : ظاہر ہے کہ اس قول سے آپ کی مراد اسراف سے روکنا ہے نہ کہ فیاضی و مہمان نوازی سے۔

ضمیمہ آثار ابی بکر صدیقؓ

عبدالملک بن مروان نے برسر منبر کہا : اے ننگ بالاشدہ گروہ ! کاش تم ہم سے انصاف کرتے (تم ہم سے انصاف کیوں نہیں کرتے) تم ہم سے ابوبکر و عمرؓ کی سی سیرت کے طلبگار ہو دراں حالیکہ نہ تو تم خود اپنے ہی میں ان کی رعیت کی سی سیرت رکھتے ہو اور نہ ہم سے ایسا رویہ اختیار کرتے ہو جو ان کی رعیت نے ان کے ساتھ روا رکھا تھا۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ سب کے لئے سب کی مدد کرے۔ (دعائی و

رعیت ایک دوسرے کے باہمی مددگار ہوں۔)

البیان والتبیین۔ ج ۱ ص ۲۶۵

۲ محمد بن اسحاق م ۱۵۲ نے یعقوب بن عتبہ م ۱۲۸ سے اور عتبہ نے انصار کے ایک شیخ سے روایت کی ہے: یہ انصاری شیخ بنوخزرج کی شاخ زُریق سے تھے۔ انصاری نے کہا کہ جب نعمان بن منذر کی تلوار عمر رحمہ اللہ کے یہاں لائی گئی تو آپ نے جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف م ۵۷ھ کو بلایا۔ انھیں اس تلوار سے مسلح کیا پھر پوچھا۔ جبیر بتاؤ نعمان کون تھا؟ جبیر نے کہا قبیلۂ قنص بن معد سے جو باقی رہ گئے ان سے۔

جبیر عربوں کے بہت بڑے نسب داں تھے۔ انھوں نے یہ علم ابوبکر صدیق رضی اللہ سے حاصل کیا تھا۔

اور سعید بن مسیّب بن حزن مخزومی م ۹۴ھ نے یہ جبیر سے سیکھا تھا۔

البیان والتبیین۔ ج ۱ ص ۳۰۳، ۳۱۸

ابوبکر رحمہ اللہ اس امت میں نسب کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آپ کے بعد عمرؓ کا درجہ تھا۔ پھر جبیر بن مطعم پھر سعید بن مسیب پھر ان کے لڑکے محمد بن سعید۔

الحیوان ج ۳ ص ۲۱۰

اصحاب اخبار (تاریخ) و انساب میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق رحمہ اللہ کا درجہ ہے پھر جبیر بن مطعم کا۔ پھر سعید بن مسیب کا پھر قتادہ بن دعامۃ بصری م ۱۱۷ھ اور ابو عبداللہ عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود ہذلی م ۹۸ھ کا

البیان والتبیین ج ۱ ص ۳۵۶

۳ کہتے ہیں عثمان بن عفان خطبہ دینے منبر پر چڑھے۔ مگر رک گئے تو کہا: ابوبکر و عمر اس مقام پر جو کچھ کہنا چاہتے اس کے لئے وہ تیاری کیا کرتے تھے لب

تمہیں خطیب امام سے زیادہ عادل امام کی ضرورت ہے۔ عنقریب تم ایسے خطبے سنو گے جیسے کہ ہونے چاہئے۔ اِن شاء اللہ تمہیں معلوم ہوجائے گا (کہ میں خطیب ہوں)

البیان والتبیین ج ۱ ص ۳۴۵ اسی کتاب کے دوسرے جز کے صفحہ ۲۵۰ پر یہ اطلاع مکرر آئی ہے۔ یہاں آخر میں عن قریب الخ نہیں ہے۔

۴ ابوالحسن علی بن محمد مدائنی م ۲۱۵ ھ نے روایت کی ہے: ابوبکر خطیب تھے۔ عمر خطیب تھے۔ عثمان خطیب تھے اور علی ان میں سب سے بڑے خطیب تھے۔

البیان والتبیین۔ ج ۱ ص ۲۵۳

عثمان بن عفان منبر پر چڑھے اور کہا: لوگو اللہ نے تمہارے لئے افریقہ فتح کردیا ابویحیی عبداللہ بن ابی سرح م سنہ ۳۶ ھ (یا ۵۷ ھ) نے عبداللہ بن زبیر کے ذریعہ فتح کی اطلاع دی ہے ابن زبیر! اٹھو! خبردو!!

عبداللہ کہتے ہیں میں اٹھا خطبہ دے کر منبر سے اترا تو میرے والد نے فرمایا: لوگو! تم نکاح کرو تو عورتوں کے باپ دادوں اور ان کی بہنوں کے (حسب نسب) لحاظ سے کرو۔ میں نے اس لڑکے کو ابوبکر سے جتنا زیادہ مشابہ پایا اتنا ان کی کسی اولاد کو نہیں پایا۔

البیان والتبیین۔ ج ۱ ص ۴۰۷۔ یہ خبر اسی کتاب کے دوسرے جز کے صفحہ ۵۹ پر اس طرح ہے کہ "میں نے اس لڑکے کو ابوبکر الخ کی نسبت عثمان بن عفانؓ سے کی گئی ہے نہ کہ زبیرؓ سے۔

تنبیہ: عبداللہ کی والدہ اسماء ابوبکر کی لڑکی اور سیدہ عائشہؓ زوج النبی صلعم کی بہن تھیں۔

۶ ابوالحسن علی مدائنی م ۲۱۵ ھ ابوسعید یحیی بن سعید انصاری م ۱۴۴ ھ سے اور وہ معروف بن خربوذ بکری سے اور وہ خالد بن صفوان سے روایت کرتے ہیں کہ:

عبداللہ بن عبداللہ اہتم خلیفہ عمر بن عبدالعزیز بن مروان کے پاس حاضر ہوا۔ مجمع عام میں کھڑا ہوا، خطبہ دیا۔ اللہ کی ستائش کی اور کہا:

امابعد۔ ساری اشیاء اللہ ہی نے پیدا کی ہیں حالاں کہ وہ ان کی فرمانبرداری سے بے نیاز اور ان کی نافرمانیوں سے واقف تھا۔

پہلے سارے انسانوں کی منزلیں اور رائیں مختلف تھیں۔ تمدنی و تہذیبی، مادی و معنوی، علمی و فکری حالتیں یکساں نہیں تھیں) اہل عرب تو سب سے زیادہ بُری حالت میں تھے۔ خواہ وہ دیہاتی ہوں یا شہری۔ دنیا کی بھلائیاں اور زندگی میں اس کی راحتیں (زرعی پیداوار وصنعت) دوسرے لوگ جمع کرتے تھے۔ ان میں عربوں کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ (وہ ان سے محروم تھے) ان کے مردے آگ میں اور ان کے زندے اندھے تھے، اس کے ساتھ ایسی بے شمار چیزیں موجود تھیں جن سے رغبت یا نفرت ہوتی ہے (خیر و شر، مفید و مضر، خوب و زشت سب موجود تھے۔)

جب اللہ نے عربوں پر اپنی رحمت پھیلانا اور ان پر اپنی نعمتیں برسانا چاہا تو ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ یہ جس نقصان میں پڑے ہوئے تھے وہ اس پر نہایت گراں گزرتا تھا۔ وہ ان کی بھلائی کا حریص اور ایمان لانے والوں کے لئے رافت و رحمت برتنے والا تھا۔ مگر اس کی ان سب خوبیوں کے باوجود اس کی قوم نے اس کے جسم کو زخمی کیا۔ اس کے اچھے نام کو بگاڑا۔ حالاں کہ اس کے ساتھ اللہ کی کتاب تھی۔ جو حق بیان کرتی تھی۔ اور اس کے ساتھ اللہ ہی کی دلیل تھی جو سچائی دکھاتی تھی۔ وہ اللہ ہی کے حکم سے چلتے اور اسی کی اجازت سے ٹھہرتے تھے باایں ہمہ عربوں نے رسول کو غار میں بچنے پر مجبور کیا۔

جب اس کو عزم کا حکم دیا گیا تو اللہ کا حکم بجا لانے میں اس کا رنگ خوشی سے چمکنے لگا۔ اللہ نے اپنے رسول کی دعوت کو کامیاب کیا۔ اس کے بول کو بالا کیا۔ اس کی دعوت کو فائز المرام بنایا۔

رسول اللہؐ نے دنیا اس حال میں چھوڑی کہ وہ پاکباز۔ پرہیزگار اور بابرکت تھے اللہ ان سے راضی تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابوبکرؓ اللہ ان پر رحم فرمائے رسول اللہؐ کے جانشین ہوئے۔ وہ رسول کی سنت پر چلے اور انہیں کا راستہ اختیار کیا۔ اہل عرب دین سے پھر گئے۔ رسولؐ اللہ کے بعد ابوبکر نے ان سے صرف وہی قبول کیا جو رسول اللہؐ کے زمانہ میں ان کی طرف سے آتا تھا (زکات معاف کی نہ اس کے نصاب میں کمی کی)

(فتنۂ ارتداد کو مٹانے کے لئے) ابوبکر نے تلواریں نیاموں سے نکلوائیں۔ آگ کو شعلوں سے بھڑکایا۔ پھر حق کا ساتھ دینے والوں کو لے کر باطل کا ساتھ دینے والوں کے خلاف کھڑے ہوگئے۔ ان کو جو چیزیں جوڑتی تھیں ان کو توڑے اور زمین کو ان کا خون پلائے بغیر نچنت نہیں بیٹھے تاآں کہ ابوبکر نے ان کو ازسرنو اسی دائرہ میں داخل کیا جس سے وہ نکل گئے تھے۔ اور اسی مرکز پر قائم رکھا جس سے وہ بھاگ گئے تھے۔

ابوبکر نے اللہ کے مال سے ایک اونٹنی لی تھی وہ اس سے اپنا گلا تر رکھتے تھے۔ ان کے یہاں ایک حبشی عورت تھی۔ یہ ان کے بچے کو دودھ پلاتی تھی۔ مگر وقت وفات یہ بھی ان کے حلق میں پھنس کر گلوگیر ہوگئی۔ اس لئے یہ اونٹنی اور حبشی لونڈی اپنے جانشین کے حوالہ کردی اور اپنے جانشین کے وسیلہ لوگوں سے خلاصی حاصل کی۔

انہوں نے اپنے دوست رسول اللہؐ کے طریقہ پر دنیا اس حال میں ترک کی کہ وہ پاکباز وپرہیزگار تھے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

ابوبکر کے بعد عمر بن الخطاب ان کے جانشین ہوئے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے، عمر نے شہر بسائے۔ شدت کے ساتھ نرمی بھی ملائی۔ آستینیں چڑھائیں پلو اونچا کیا۔ (کر کسی) جو امور پیش آئے ان سے نمٹنے کی مناسب حال تدبیر کی اور جنگ کے لئے موزوں آلات مہیا کئے۔

جب مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے ان کو زخمی کیا تو انھوں نے عبداللہ بن عباس سے کہا: لوگوں سے دریافت کیا جائے آیا وہ قاتل کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کر سکتے ہیں؟ جب ان سے کہا گیا کہ وہ مغیرہ کا غلام ہے تو انہوں نے لاالہ الااللہ کہا۔ اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ ان کو کسی ایسے شخص نے نہیں مارا جس کا فئ میں کچھ حق تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو ان کا خون حلال ہو جاتا۔ کیوں کہ انھوں نے حق دار کے حق سے کچھ لیا تھا۔ عمر نے اللہ کے مال سے اسی ہزار سے کچھ زائد رقم اپنے اختیار تمیزی سے استعمال کی تھی۔ عمر نے اپنی جائداد ٹکڑے ٹکڑے کر کے فروخت کر دی اور اس رقم سے لئے ہوئے مال کی پابجائی ہو گئی۔ عمر کو یہ بات ناپسند تھی کہ یہ جائداد ان کے اہل خانہ اور بچوں کی کفیل ہو۔ اہل وعیال کی کفالت کی ذمہ داری اپنے بعد ہونے والے جانشین کے سپرد کر دی۔

انھوں نے دنیا اس حالت میں چھوڑی کہ اپنے دونوں ساتھیوں کی طرح پاکباز و پرہیز گار تھے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

اللہ کی قسم! عمر کے بعد ہم کسی ایسے شخص پر مجتمع نہیں ہوئے جو ٹھیک ٹھیک سیدھی راہ پر ہو۔

عمر! تم دنیا کے بیٹے ہو۔ تمہیں دنیا کے بادشاہوں نے جنا، اس کی چھاتیوں سے دودھ پلایا، توقع ہے کہ تم اس کو وہیں رکھو گے جہاں اللہ نے اس کو رکھا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہارے ذریعہ دنیا کی کدورت صاف کر دی اور اس کی مصیبتیں دور کر دیں۔ تم اپنا کام کئے جاؤ، دنیا کی طرف توجہ مت کرو کیوں کہ حق اسی کی جگہ یہ کچھ بھی فائدہ نہیں دے گی۔

میں اپنی یہ بات بیان کر رہا ہوں، اللہ میری مغفرت فرمائے، میں اللہ سے مومن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

البیان والتبیین۔ ج ۲ ص ۱۱۷ تا ۱۲۰

ابوحمزہ یحیٰی بن مختار خارجی مکہ میں داخل ہوا۔ وہاں کی مسجد کے منبر پر چڑھا اور خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد وثنا کرنے کے بعد کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے پیچھے ہونا اللہ کی اجازت سے یا اللہ کے حکم سے یا اس کی وحی سے ہوتا تھا۔ اللہ نے ان پر اپنی کتاب نازل کی اس میں ان پر واضح کر دیا کہ کیا کرنا چاہیئے اور کس سے بچنا چاہیئے۔ ان کو اپنے دین میں کسی قسم کا شک تھا اور نہ اپنی نبوۃ میں کوئی شبہ۔ اللہ نے ان کو اس وقت اٹھالیا جب وہ مسلموں کو اللہ کی اطاعت کرنے کے طریقے سکھا چکے تھے۔ انھوں نے ابوبکر کو صلوٰۃ کا والی بنایا۔ مسلموں نے ان کو اپنی دنیا کا والی اس لئے بنایا کہ رسول اللہؐ نے ان کو ان کے دین کا والی بنایا تھا۔ ابوبکر نے دین سے پھر جانے والوں سے جنگ کی کتاب وسنت پر عمل کیا۔ اور وہ اپنی راہ پر چل پڑے۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

پھر عمر بن خطاب والی ہوئے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔ وہ اپنے ساتھی کی سی سیرت پر رہے۔ کتاب وسنت پر عمل کیا۔ فئے جمع کی۔ عطیے مقرر کئے۔ رمضان میں (تراویح کے لئے) لوگوں کو جمع کیا۔ شراب پینے والوں کو کوڑے لگائے۔ دشمنوں کے شہروں پر چڑھائی کی اور وہ اپنی راہ پر چل پڑے۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو۔

اس خطبہ میں آگے کہیں ابوبکرؓ یا عمرؓ کا ذکر نہیں آیا۔ اس لئے بعد کا حصہ ترک کر دیا گیا۔

البیان والتبیین ج ۲ ص ۱۲۲ اجاری

۷ ابوسعید عبدالرحمان بن مہدی البصری م ۱۹۸ھ نے سفیان بن سعید ثوری م ۱۶۱ھ سے وہ ابوہاشم قاسم بن کثیر ہمدانی سے اور یہ قیس بن سعد خازنی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے علیؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

رسول اللہ صلعم سب کے آگے تھے آپ کے بعد ابوبکر رہے اور عمر تیسرے پھر فتنہ نے

ہیں بے راہ رو کر دیا ۔ جو اللہ کا منشا تھا پورا ہوا۔

جاحظ نے کہا : علیؓ کا قول صرف اتنا ہی ہے کوئی تشریح یا توضیح بالکل نہیں۔

البیان والتبیین ج ۲ ص ۲۷۹ جاری

ملحوظہ : عرب میں گھڑ دوڑ کا رواج تھا ۔ رسول اللہ صلعم نے گھڑ دوڑ کرائی ہے ۔ دوڑ میں گھوڑوں کی تعداد مقرر نہیں ہوتی تھی ۔ دس گھوڑوں تک گنتی ہوتی تھی کہ کونسا گھوڑا کس درجہ میں رہا ۔ جو سب سے آگے ہوتا اس کو سابق پھر درجہ بدرجہ مصلی مسلی (تین دندانہ دار) تالی ، مراتاح ، عاطف ، خطی ، موّمل ، تسلیم اور دسواں سکیت کہلاتا تھا۔

جاحظ نے باعتبار معنی درج بالا روایت سے ملتی جلتی روایت الحیوان ج ۴ ص ۲۷۶ پر اس طرح نقل کی ہے ۔

عامر بن قیس ایک مشہور تابعی گزرے ہیں ۔ خلافت معاویہ کے دوران انتقال کیا ۔ یہ شام جایا کرتے تھے ۔ وہاں ایک مرتبہ گھڑ دوڑ ہوئی اس کے فوراً بعد یہ اپنے وطن لوٹے تو کسی نے پوچھا ۔ سابق کون آیا ؟

عامر : رسول اللہ صلعم

سائل نے پوچھا : اور مصلی

عامر : ابوبکر !

سائل : میں گھوڑے ۔۔ خیل ۔۔ کے بارے میں پوچھ رہا ہوں ۔

عامر : اور میں خیر کی خبر دے رہا ہوں ۔

۸ ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد ایک مرتبہ عائشہؓ آپ کی قبر پر آئیں اور کہا : اللہ آپ کا چہرہ روشن رکھے ، آپ کی سعی نیک کی تحسین فرمائے ۔ دنیا سے روگردانی کرکے آپ نے اس کو بے وقر کردیا ۔ آخرت کا رخ کرکے اس کو باوقر کیا ۔

رسول اللہ صلعم کی وفات کے رنج کے بعد سب سے بڑا رنج آپ کی وفات کا ہے ۔ آپ

کا ہم سے بچھڑ جانا بڑی مصیبت ہے۔ اللہ کی کتاب وعدہ کرتی ہے کہ آپ کی وفات پر صبر جمیل آپ کا اچھا بدل ہوگا۔ اس سے بڑی تسلی ہوتی ہے۔

میں آپ کی وفات پر صبر کرتے ہوئے اللہ سے وہ وعدے پورے کرنے کی درخواست کرتی ہوں جو اس نے آپ سے کئے۔ اور آپ کے لئے مغفرت طلب کرتے ہوئے دعا کرتی ہوں کہ وہ میری اس طلب میں اخلاص عطا فرمائے۔

البیان والتبیین ج ۲ ص ۳۰۲

۹ عبداللہ بن خارجۃ بن حبیب اعشی بن ربیعہ کوفی نے ایک قصیدہ کہا تھا اس میں خلفاء کے نام میں ابتدائی تین مصرعوں کا مطلب ہے:

رسول اللہ صلعم کے بعد آپ کے جوجانشین یکے بعد دیگر ہوئے، وہ سب کے سب اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ پہلے صدیق پھر عمر و عثمان وغیرہم۔

البیان والتبیین ج ۳ ص ۸۶

۱۰ عیسی بن طلحۃ بن عبیداللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب م ۶۸ھ سے پوچھا: ابوبکر کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ ابن عباس نے کہا: وہ سراپا خیر تھے۔ تیزی (وگرمی) میں بھی اور غضب کی شدت میں بھی۔

میں نے پوچھا بتایئے عمر کا کیا حال تھا؟

ابن عباس: ہوشیار پرندہ کی طرح چوکس۔ وہ جانتے تھے کہ ان کے چاروں طرف ایک پھندا لگا دیا گیا ہے۔ وہ روز کا کام روز کر دیا کرتے تھے۔ جیسے دوڑ میں اپنے گھوڑے کو سب سے آگے نکالنے کی کوشش کرنے والا۔ اس پر نرمی نہیں برتتا (کوڑے لگائے جاتا ہے)

البیان والتبیین ج ۳ ص ۲۶۶

۱۱ یقطین کی اولاد میں ایک ہنسوڑ جوان تھا۔ اکثر پیئے رہتا تھا۔ اس کے کنبہ میں ایسے

لوگ بھی تھے جو ابوبکر، عمر و عثمان وغیرہم کے بارے میں جھگڑتے رہتے تھے۔ اس جوان نے ان کی روز روز کی بحثا بحثی اور خصومت سن کر چند برجستہ اشعار کہے تھے۔ ان کا خلاصہ مطلب یہ ہے:

اللہ ان کو ان کے اعمال کی جزا دے گا۔ کیا جزا دے گا؟ ہمیں اس کا علم نہیں (ہم کیوں اس جھگڑے میں پڑیں)

ملحوظہ: یہ مضمون سورۃ البقرہ کی ۱۳۴ ویں اور ۱۴۱ ویں آیت سے مستفاد ہے۔ ان آیات کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے: وہ کچھ لوگ تھے جو گزر چکے۔ ان کی کمائی ان کے لئے تھی۔ تمہاری کمائی تمہارے لئے ہے۔ تم سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔

حسان بن ثابت انصاری م ۵۰ ھ نے ابوبکر کا مرثیہ کہا ہے۔ جاحظ نے اس قصیدہ کی صرف چار بیتیں نقل کی ہیں۔ ان کا حاصل کلام یہ ہے:

جب تم نے بھروسہ کے قابل بھائی کا غم مفارقت تازہ کیا ہے تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرو۔ ان کا کارنامہ شاندار ہے۔ وہ قابل تحسین وستائش ہے۔ رسول اللہؐ کے بعد انہیں کا درجہ ہے۔ ابوبکر ہی نے سب سے پہلے رسولؐ کی صداقت پر گواہی دی۔ مکہ سے ہجرت کے موقع پر دشمن پہاڑی پر چڑھ کر رسول اللہؐ کی تلاش میں تھے۔ وہاں اونچے غار میں آپ صلعم کے ساتھ صرف ابوبکر تھے۔ سبھی جانتے ہیں کہ وہ رسول اللہؐ کے نہایت گہرے دوست تھے۔ رسول اللہؐ سارے انسانوں سے افضل ہیں۔ ان کے برابر کوئی نہیں ہوا۔

البیان والتبیین ج ۳ ص ۳۶۱ جاری

۱۲ یزید بن حکم بن ابی العاص ثقفی نے سقیفہ بنی سعد کے واقعہ کے متعلق جو تین ابیات کہے ہیں اس کا مطلب ہے:

محمد صلعم کے بعد لوگوں نے جھگڑا کیا۔ جب جھگڑا بڑھ گیا تو کیا ہوا؟ قریش سے

پوچھو (وہ جواب دیں گے) کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ پوری خلق خدا میں امت کی باگ ڈور آل تیم کے ایک فرد کے ہاتھ میں تھی ؟ - جب امت کا نظام درہم برہم ہوگیا تھا اور لوگ بے راہ ہوگئے تو اللہ نے ان گمراہوں کو حق کی ہدایت ابوبکر صدیق ہی کے ذریعہ کی -

البیان والتبیین ج ۳ ص ۳۶۲

ملحوظہ : ابوبکر کا تعلق قریش کے قبیلہ تیم سے تھا - سلسلہ نسب یوں ہے :

ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی -

۱۴ مسلم بطین سے ابوحجاف نے روایت جن تین بیتوں میں کی ہے ان کا مطلب ہے :

ہم اس گروہ کو سزا دیں گے جو بہتان باندھتے اور ابوبکر صدیق سے بے زار ہیں - نادانی کی وجہ سے یہ اپنے نبی کے وزیر سے بے زار ہیں - برا ہو ان کا جو فاروق سے بے زار ہیں - میں تو دشمنوں کے باوجود ہانکے پکارے یہ کہنے والے لوگوں میں ہوں : ہم نے صادقِ مصدق کا دین اختیار کیا -

البیان والتبیین ج ۳ ص ۳۶۴ جاری

۱۵ قریش ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیام گاہ پر دو خصوصیتوں کی وجہ سے جمع ہوئے تھے - علم اور تناول طعام

جب ابوبکر نے اسلام قبول کیا تو ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے اکثر لوگوں نے بھی اسلام قبول کرلیا

البیان والتبیین ج ۴ ص ۷۶

۱۶ مجاعۃ بن مُرارۃ صحابی نے ابوبکر سے کہا :

اگر رائے ایسے شخص کے یہاں ہو جس کی سنی نہ جائے (جس کی رائے پر

عمل نہ کیا جائے)

ہتیار ایسے شخص کے یہاں ہوں جنہیں وہ استعمال نہیں کرتا (یا نہیں کرسکتا)

اور مال ایسے شخص کے یہاں ہو جو اسے خرچ نہیں کرتا۔

تو پھر (معاشرہ کے) سارے ہی معاملات یقیناً بگڑ جائیں گے۔

البیان والتبیین ج ۴ ص ۹۰

ابو عمران ابراہیم بن یزید نخعی م ۹۶ ھ کہتے ہیں کہ تابعین و صحابہ قرآن کے اعرابی اختلاف کے بارے میں یوں نہیں کہتے تھے کہ یہ عبداللہ کی قرأۃ ہے یا یہ سالم یا اُبی یا زید کی۔

یہ لوگ سنت ابی بکر و عمر کہنے کو بھی ناپسند کرتے تھے۔ وہ "سنت اللہ و سنت رسول اللہؐ" ہی کہتے تھے۔

قرأت کے بارے میں یوں کہتے کہ فلاں نے یوں پڑھا اور فلاں نے یوں۔

الحیوان ج ۱ ص ۳۳۶

انتخاب الترغیب والترہیب جلد اوّل

مولفہ: حافظ محدث ذکی الدین المنذریؒ

ترجمہ: مولوی عبداللہ صاحب دہلوی

اعمال خیر پر اجر و ثواب اور بد عملیوں پر زجر و عتاب پر متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن اس موضوع پر المنذری کی اس کتاب سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے اس کے متعدد تراجم ہوئے مگر نامکمل ہی شائع ہوئے کتاب کی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر اس کی ضرورت تھی کہ اصل متن تشریحی ترجمہ اور حواشی کے ساتھ ملا کر طبع کرایا جائے۔ ندوۃ المصنفین نے نئے عنوانوں اور نئی ترتیب کے ساتھ شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے جس کی پہلی جلد آپ کے سامنے ہے۔ صفحات ۴۵۰ قیمت -/۱۲ مجلد -/۱۴

ملنے کا پتہ: ندوۃ المصنفین۔ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶